اعجاز قرآن کے مختلف پہلو (۲)

حسنین گردیزی

یہ امر تمام اسلامی مکاتب فکر کے علماء اور محققین کے نزدیک مسلم ہے کہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ جاوید معجزہ ہے اور آپؐ کی نبوت و رسالت کی متقن سند ہے ۔ حضورؐ کے دیگر جو معجزات تاریخ اور حدیث کی کتب میں نقل ہوئے ہیں ، ان سب سے یہ اعلیٰ و اشرف ہے ۔ قرآن کے معجزہ ہونے پر کسی قسم کے شک و شبہہ کی گنجائش ہی نہیں ہے اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن قرآن مجید کن جہات اور پہلوؤں سے معجزہ ہے اور کیا یہ جہات متعدد ہیں یا ایک ہی جہت ہے؟ اس بارے میں علماء اور محققین کی رائے مختلف ہے ۔ اس مضمون میں ہم پہلے وجوہ اعجاز قرآن کے متعلق مختلف اقوال و آراء کا تاریخی لحاظ سے جائزہ پیش کریں گے اس کے بعد ان جہات پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

وجوہ اعجاز قرآن کے متعلق تاریخی جائزہ :۔۔

(1) نظریہ صرف : ابو اسحاق ابراہیم نظام (۱) پہلے شخص ہیں ، جنہوں نے " اعجاز قرآن " کے بارے میں اپنا نظریہ پیش کیا (۲) اس کے مطابق قرآن کا اعجاز " صرف " ہے یعنی انسانوں کو قرآن کے مقابلے سے روکنا ہے باا ینکہ وہ مقابلے کی قدرت رکھتے ہوں باالفاظ دیگر عرب کے فصحاء و بلغاء قرآن کے مقابلے پر قادر تھے لیکن اللہ تعالیٰ عز شانہ نے انہیں مقابلہ کرنے سے منصرف کر دیا یہ امر خود خارق عادت ہے اس بنا پر خود قرآن معجزہ نہیں ہے بلکہ قرآن کی مثل لانے سے روک دینا معجزہ ہے یعنی قدرت الٰہی معجزہ ہے ۔ نظام نے اعجاز قرآن کا ایک اور پہلو بیان کیا اور وہ قرآن کا گذشتہ

واقعات اور آئندہ پیش آنے والے حوادث کا خبر دینا ہے ۔(۳)

سید مرتضیٰ (۴) نظریہ صرف کے قائل تھے لیکن انہوں نے اس کی کیفیت میں ابو اسحاق نظام سے اختلاف کیا' ان کے بقول فصحاء اور بلغاء عرب قرآن کے نظم اور قرآن کے مساوی کیفیت کلام سے آگاہ تھے اور طبیعی طور پر قرآن کی مثل لانے کا چیلنج ایسے افراد کو دیا جا سکتا تھا' لیکن جب بھی وہ قرآن کے مقابلے کا ارادہ کرتے اللہ تعالیٰ ان سے یہ قدرت سلب کرلیتا ۔ (۵)

اس نظریہ کی طرف باقلانی نے " اعجاز قرآن " (٦) میں " **فان قیل** " کہہ کر اشارہ کیا ہے اور اسے رد کردیا ہے ۔ زر قانی نے مناھل العرفان (٧) میں اس قول کو نقل کیا اور اس کا مفصل جواب دیا ہے ۔ بحار الانوار (٨) اور رجاء الغفران (٩) میں سید مرتضیٰ اور نظام اور اس کے پیروں کاروں سے اس نظریہ کو نقل کیا گیا ہے ۔ تفسیر المنار (١٠) میں اس کی نسبت بعض معتزلہ کی طرف دی گئی ہے ۔ تفسیر المیزان (١١) میں بعض علماء اسلام سے یہ قول منسوب کیا گیا ہے

علماء متاخرین میں سے کوئی بھی اس نظریے کا قائل نہیں ہے' سیوطی نے " الاتقان " (١٢) میں اس وجہ کو نقل کیا ہے اسی طرح رافعی نے " اعجاز القرآن " میں اسے رد کیا ہے۔(١٣)

(2) نظام کے بعد اس کے شاگرد جاحظ (١٤) نے اعجاز قرآن کے بارے میں اپنا نظریہ پیش کیا یہ وہی نظریہ ہے جسے بعد میں باقلانی اور جرجانی نے پیش کیا اور وہ " نظم قرآن " ہے جس کی وجہ سے قرآن کو صیاغت اسلوب اور پھر اسی اسلوب کے قالب میں معانی کی نظم اور ترتیب میں انفرادیت حاصل ہوئی ہے معانی اور اسلوب کا یہ انسجام ایسا ہے جیسے جسم میں جان ۔ (١٥)

(3) تقریباً چوتھی صدی ہجری میں مشہور محدث اور ادیب " خطابی " (١٦) نے اپنی کتاب " اعجاز القرآن " میں قرآن کے اعجاز پر روشنی ڈالی اور اپنا نظریہ پیش کیا ان کے نزدیک اعجاز قرآن لفظ اور معانی دونوں اعتبار سے اعجاز کا حامل ہے قرآنی اسلوب کے ذریعے فصیح ترین الفاظ کو بہترین نظم تالیف کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور یہ اپنے اندر فصیح ترین معانی کو سمیٹے ہوئے ہے ۔ پس صورت بیان ان تمام عناصر سے تشکیل پاتی ہے اور وہ صورت ایک ہے' جسے "نظم قرآن" کہا جاتا ہے' جس نے عربوں کو قرآن کے مقابلے سے عاجز کر دیا اور وہ اس کی مثل نہ لا سکے ۔

موصوف نے وجوہ اعجاز پر تفصیلی بحث کی ہے انہوں نے منکرین اعجاز کے اعتراضات کا ذکر کرکے انکا مفصل جواب دیا ہے ۔ خطابی بیان کرتے ہیں کہ وجوہ اعجاز میں ایک وجہ ایسی ہے جس کی جانب توجہ

مبذول نہیں کی گئی اور وہ قرآن مجید کی قوت تاثیر اور زور بیان ہے قرآن کے سوا کوئی کلام نظم ہو یا نثر ایسا نہیں جو کان میں پڑتے ہی دل کو لذت و حلاوت اور شوکت و رعب سے معمور کردے اور اگر خوف و حزن کا مقام ہو تو اس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور دل کانپنے لگے کتنے ہی اعداء رسول تھے جو حضورؐ کو قتل کرنے آئے اور قرآن کی آیات سن کر مشرف با اسلام ہوئے ۔ (۱۷)

(4) الرمانی چوتھی صدی ہجری میں عربی ادب کے امام تھے انہوں نے قرآن کے اعجاز کی سات وجوہ بیان کیں وہ بلاغت کو تین درجوں میں تقسیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اعلیٰ درجے کی بلاغت معجز ہوتی ہے اور وہ قرآنی بلاغت ہے ۔ انہوں نے بلاغت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے :

" ایصال المعنی الی القلب فی احسن صورۃ من اللفظ "

ان کے بقول یہ وصف قرآنی بلاغت میں پایا جاتا ہے ۔ (۱۸)

(5) باقلانی (۱۹) نے اعجاز قرآن پر ایک مستقل کتاب لکھی اور قرآن کے اعجاز پر تمام پہلوؤں سے بحث کی ۔ عبد الکریم خطیب کے بقول اعجاز قرآن پر جدا گانہ اور منظم پہلی کتاب باقلانی کی ہے اس سے پہلے اعجاز قرآن کے بارے میں علماء کے اقوال مختلف کتابوں میں بالخصوص مقدمہ تفاسیر میں بکھرے ہوئے ملتے ہیں ۔

وجوہ اعجاز قرآن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ہمارے اصحاب اور دوسروں نے اعجاز قرآن کی تین جہات بتائی ہیں :

(i) غیب کی خبریں : غیبی خبروں کے جاننے پر انسان قدرت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کے پاس ان خبروں کے جاننے کا کوئی طریقہ ہے یہ غیبی اخبار قرآن مجید کے ذریعے بیان ہوئی ہیں ۔ انہی خبروں میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کریم ﷺ سے یہ وعدہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دین کو بہت جلد باقی تمام ادیان پر غالب کردے گا ۔ یہ وعدہ قرآن مجید کی سورہ صف کی آیت ۹ میں کیا گیا ہے ۔

(ii) آنحضرتؐ کے حالات سے معلوم ہے کہ آپؐ امی تھے ، لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے ۔ اسی طرح یہ بات بھی معروف ہے کہ آپؐ سابقہ کتب میں سے بھی کچھ نہیں جانتے تھے ۔ آپؐ کو ان کتب میں موجود قصوں کہانیوں اور ان کے حالات و واقعات کا علم نہیں تھا ۔ ایکدم آپؐ ایسی چیز لائے جو آدمؑ سے لے کر آپ ﷺ کی مبعث تک کے بڑے بڑے واقعات کو بیان کرتی ہے ۔ قوموں کے زوال و عروج کو ذکر کرتی ہے ۔

(iii) اعجاز قرآن کی تیسری صورت اس کا بدیع نظم اور عجیب تالیف ہے ۔ یہ بلاغت کے اس انتہائی درجے پر ہے جہاں انسان کی رسائی نہیں ہے ۔ (۲۰)

(6) پانچویں صدی ہجری میں شیخ عبد القاہر الجرجانی (۲۱) نے یکے بعد دیگرے تین کتابیں تحریر کیں جن میں پہلی کتاب "اسرار البلاغة" تھی ۔ اس میں انہوں نے کلام میں حسن کی مختلف صورتوں پر بحث کی اور حسن کی مثالیں پیش کیں ۔ یہ کتاب دراصل ان کی دوسری کتاب " دلائل الاعجاز " کا مقدمہ تھی ۔ اس میں انہوں نے ادبی لحاظ سے اور اعجاز قرآن کے لحاظ سے بحث کی ہے ۔ ان کی تیسری کتاب "الرسالة الشافیه" ہے جس میں حقیقت اعجاز اور اس کے دلائل پر گفتگو کی ہے ۔

وجوہ اعجاز سے وہ متعرض نہیں ہوئے ۔ البتہ اعجاز قرآن کے بارے میں ان کا نظریہ یہ ہے کہ یہ الفاظ کے نظم اور اسلوب کے لحاظ سے ہے ۔ (۲۲)

(7) قاضی عیاض مالکی (۲۳) اپنی کتاب " الشفاء " میں لکھتے ہیں :

اعجاز قرآن کی صورتیں بہت ہیں جن کا احاطہ مشکل ہے البتہ وہ انواع جو اکثر صورتوں کا احاطہ کرتی ہیں، چار ہیں ۔

(i) قرآن کریم کا حسن تالیف ، کلمات و آیات کا باہمی ارتباط و تناسب یہ وہ معیار فصاحت و بلاغت ہے جس نے دنیا کو عاجز کر دیا ۔ میدان بلاغت کے عرب شہسواروں نے قرآن کی فصاحت و بلاغت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ۔

(ii) نظم قرآنی کا وہ عجیب و غریب اور نرالا طرز جو عربی نظم و نثر کے ہر اسلوب اور طرز سے جدا اور ممتاز نظر آتا ہے، عرب کے شعراء و بلغاء اور خطباء مختلف پاکر متحیر تھے کہ یہ طرز کلام اور انداز بیان آخر کس معیار پر ہے ؟!

(iii) قرآن کا غیب کی خبروں اور آنے والے واقعات کے بیان پر مشتمل ہونا اور پھر ہر آنے والی خبر جو اس میں بیان ہوئی اس کا اسی طرح ظہور پذیر ہونا ، اس کے اعجاز پر شاہد ہے ۔

(iv) امم سابقہ اور گذرے ہوئے زمانوں کے ان واقعات کو بیان کرنا جن کا ایک امی شخص تو در کنار بہت سے خواص اور احبار اہل کتاب بھی نہ جانتے تھے ۔ ایسے گذرے ہوئے واقعات نادرہ اس اعلان کے ساتھ بیان کرنا کہ یہ واقعات ثابت اور بر حق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کیے گئے ہیں ، قرآن کا کھلا ہوا اعجاز ہے۔ (۲۴)

(8) **السکاکی** (۲۵) اپنی کتاب " المفتاح العلوم فی **البلاغة** " میں اعجاز قرآن کے متعلق لکھتے ہیں :

اعجاز قرآن کی تعبیر و توضیح ممکن نہیں ۔ اس کا ادراک تو کیا جاسکتا ہے ' مگر اسے کھول کر بیان نہیں کیا جاسکتا ۔ جیسے کسی کلمے کے وزن کی درستی کا ادراک تو کیا جاسکتا ہے ' مگر اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا ' اسی طرح ملاحت " خوبصورتی " کا ادراک تو ممکن نہیں ' مگر اس کی توضیح ممکن نہیں اعجاز کلام کا ادراک علم معانی و بیان میں مہارت حاصل کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ ذوق سلیم بھی ہو ۔ (۲۶)

(9) امام فخرالدین (۲۷) نے اعجاز قرآن کی تین صورتیں بیان کی ہیں :

(i) فصاحت ۔

(ii) غرابت اسلوب ۔

(iii) تمام عیوب سے پاکیزہ ہونا ۔ (۲۸)

(10) المراکشی (۲۹) نے شرح "المصباح" میں ذکر کیا ہے ۔ قرآن کے اعجاز کی جہت اور وجہ علم بیان میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتی ہے ' جیسا کہ ایک جماعت نے اس کی تعریف کی ہے کہ وہ علم جس میں معانی و مفاہیم کے پہچاننے میں غلطیوں سے احتراز کیا گیا ہو اور علم بیان کے ذریعے ہی کلام کی حسن و خوبیاں معلوم ہوتی ہیں جب معانی کو مقتضائے حال کے مطابق بیان کیا جائے ' کیونکہ قرآن کا اعجاز فقط اس کے مفردات الفاظ سے نہیں ' اگر ایسا ہوتا تو یہ الفاظ نزول قرآن سے پہلے معجزہ ہوتے اور نہ تنہا الفاظ کی تالیف سے اعجاز کا تعلق ہے ' اگر ایسا ہوتا تو پھر ہر تالیف معجزہ ہوتی ' اور نہ ہی اعراب کی وجہ سے قرآن معجزہ ہے اگر یوں ہوتا تو پھر ہر معرب کلام معجزہ ہوتا ' اور نہ فقط اسلوب قرآن اس کے اعجاز کی صورت ہے ورنہ اسلوب شعر ابتداء سے ہی معجزہ قرار پاتا ' نہ انداز اسلوب وجہ اعجاز ہے والا مسیلمہ کذاب کی بکواس معجزہ ہوتی کیونکہ اعجاز اسلوب کے علاوہ ہےمثلاً " فلما استیا سوا منہ خلصوا نجیا "(۳۰) اور " فاصدع بما تومر "(۳۱) اور وجہ اعجاز صرف سے بھی نہیں کہ انہیں مقابلے سے روک دیا جائے ' کیونکہ عربوں کی حیرانگی اور تعجب قرآن کی فصاحت سے تھا اور مسیلمہ ' ابن المقفع المصری اور دوسروں نے قرآن کے مقابلے کی کوشش کی لیکن وہ کانوں کو بوجھل ' مزاج کو بد دل کر دینے کے سوا کوئی قابل ذکر کلام نہ لاسکے اور ان کی **ترکیبات** مذاق کا نشانہ بنیں ۔ لیکن یہ قرآن کی ترکیبیں تھیں ' جنھوں نے بلغاء کو عاجز اور فصحاء کو گونگا کر دیا ۔ یہی قرآن کے اعجاز پر اجمالی دلیل

ہے کہ عرب بھی عاجز ہوئے جبکہ ان کی مادری زبان تھی غیروں کی تو بات ہی نہیں ہو سکتی ۔ قرآن کے اعجاز کی تفصیل جاننے کے لیے ترکیب قرآن کے خواص میں تفکر کرنا ہوگا ' اور ان سب کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ قرآن ایسی ہستی کی طرف سے نازل ہوا ہے جو ہرشیی کا علم رکھتا ہے ۔ (۳۲)

ان کے بیان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے مجموعی طور پر ان تمام عناصر کو اعجاز قرآن میں دخیل سمجھا ہے بالخصوص قرآن کی تراکیب کو جو قرآن میں استعمال ہوئی ہیں ۔

(11) حازم (۳۳)نے منہاج البلغا میں کہا کہ وجہ اعجاز قرآن فصاحت و بلاغت ہے ' اس اعتبار سے کہ فصاحت و بلاغت کی تمام انواع و اقسام سب قرآن میں جاری و ساری ہیں ابھی تک ایسا دور نہیں آیا کہ جس میں قرآن کی فصاحت و بلاغت میں کمی واقع ہوئی ہو اور اب تک کسی انسان نے ایسا کلام پیش کرنے کی جرات نہیں کی ۔ جبکہ عالی ترین انواع فصاحت و بلاغت بھی ہمیشہ قائم دائم نہیں رہتیں بلکہ کم مقدار میں باقی رہتی ہیں پھر ایسے ادوار گذرتے ہیں کہ کلام کی رونق ختم ہو جاتی ہے اور آخر کار فصاحت و بلاغت تمام جہات سے نہیں بلکہ کسی ایک جہت سے برقرار رہتی ہے ۔ جبکہ قرآن کی فصاحت و بلاغت تمام جہات سے باقی اور قائم ہے ۔ (۳۴)

(12) الزملکانی (۳۵) نے کہا کہ اعجاز قرآن کی جہت اس کی خاص تالیف ہے ' مطلق تالیف نہیں بلکہ جو قرآن کی مخصوص تالیف ہے اس طرح سے کہ اس کے مفردات ترکیب اور وزن کے لحاظ سے متوازن اور متعادل ہیں ' معنی کے لحاظ سے اس کی تراکیب نہایت عالی ہیں ' اس انداز سے کہ لفظ اور معانی میں یہ ہر فن کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہے ۔(۳۶)

(13) الزرکشی (۳۷)البرھان میں لکھتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ اعجاز کی سابقہ جتنی وجوہات بیان کی گئی ہیں وہ سب درست ہیں مجموعی طور پر وہ وجہ اعجاز قرآن قرار پاسکتیں ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی تنہا وجہ اعجاز نہیں بن سکتی ۔ پس جب اعجاز قرآن ان تمام جہات پر مشتمل ہے تو صرف کسی ایک کی طرف نسبت دینا معنی نہیں رکھتا ۔ ان کے علاوہ اور بھی وجوہ ہیں جنہیں پہلے بیان نہیں کیا گیا اور وہ یہ ہیں :

(i) قرآن کا سننے والوں کے دلوں پر رعب اور ہیبت کا طاری کر دینا خواہ سامع قرآن کا ماننے والا ہو یا قرآن کا منکر ۔

(ii) قرآن کی آواز کبھی بھی سامعین کے کانوں پر ناگوار نہیں گزرتی اور نہ قراء کی زبانیں اس کی

تلاوت سے بوجھل ہوتی ہیں۔ یعنی قرآن سننے میں اور پڑھنے میں شیریں اور گوارا ہے۔

(iii) قرآن میں دو صفت فصاحت اور حلاوت کو باہم اکٹھا کر دیا گیا ہے اور یہ دونوں متضاد کی طرح ہیں غالباً کلام بشر میں اکٹھی نہیں ہوتیں۔

(iv) قرآن کو ہر دوسری کتاب سے بے نیاز اور غنی کر دیا ہے جبکہ دوسری سابقہ آسمانی کتب کی وضاحت اور بیان کو قرآن کی طرف پلٹایا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ" (۳۸ و ۳۹)

(14) الزرقانی نے اپنی کتاب مناہل العرفان میں اعجاز قرآن کی چودہ وجوہ ذکر کی ہیں اور ہر ایک کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان وجوہ کے عنوان یہ ہیں:

(i) اسلوب قرآن

(ii) تالیف قرآن کا انداز

(iii) قرآن کے علوم اور معارف

(iv) قرآن اور انسانی ضروریات کی تکمیل

(v) علوم کائنات اور طبیعت میں قرآن کا موقف

(vi) انسانوں کی اصلاح میں قرآن کی حکمت عملی

(vii) غیب کی خبریں (ماضی کی غیبی خبریں، حاضر کی خبریں اور آئندہ کی غیبی خبریں)

(viii) آیات عتاب کا موجود ہونا۔ اس بارے میں وہ وضاحت کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی بعض آیات ایسی ہیں جن میں نبی کریمؐ کی سرزنش بھی کی گئی۔ اگر یہ خود نبیؐ کا کلام ہوتا تو وہ کبھی بھی اپنے آپ کو سرزنش نہ کرتے۔ پس عقل سلیم کا فیصلہ ہے کہ یہ کلام خداوند عالم کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

(ix) بعض اوقات قرآن کی آیات کا نزول کافی انتظار کے بعد ہوا۔ قرآن کی بہت سی آیات جو مختلف اہم امور کے متعلق ہیں طویل انتظار کے بعد نازل ہوئی ہیں یعنی آنحضرتؐ بعض امور میں وحی الٰہی کے منتظر رہتے تھے۔ پس یہ دلالت کرتا ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے محمدؐ کا کلام نہیں ہے۔ اس میں چند مثالیں بھی دی گئی ہیں۔ **مثلاً** تحویل قبلہ کے واقعہ میں، (۴۰) واقعہ افک کے متعلق آیات کافی انتظار کے بعد نازل ہوئیں۔

(x) نزول وحی کے وقت آپؐ کی حالت : وحی کی ابتداء میں آنحضرتؐ وحی کے الفاظ کو دہراتے تھے اور وحی کے ختم ہونے سے پہلے وحی کی تلاوت کرتے تھے یہ عمل وحی کے حفظ اور اس کے اظہار میں جلدی کی خاطر تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ پر جیسے ہی وحی نازل ہوتی ویسے ہی لوگوں تک پہنچا دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اطمینان کا اظہار دلایا کہ ہم قرآن کے نازل کرنے والے ہیں اور ہم ہی اسے جمع کریں گے اور آپؐ اسے نہیں بھولو گے۔ (۴۱)

اسی طرح نزول وحی کے دوران آپؐ کی سخت کیفیت بھی دلالت کرتی ہے کہ یہ کلام آپؐ کا بنایا ہوا نہیں تھا بلکہ آپؐ پر نازل ہوتا تھا۔

(xi) قرآن خود آنحضرت ﷺ کی اپنی طرف نسبت سے بری الذمہ ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ یعنی قرآن کی چند آیات واضح انداز میں بیان کرتی ہیں کہ آنحضورؐ نے اس قرآن میں اپنی طرف سے ایک جملے یا کلمے حتیٰ یک حرف تک کا اضافہ بھی نہیں کیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(xii) آیت مباہلہ

(xiii) آنحضرت ﷺ کا قرآن کا مثل لانے سے اظہار عاجزی۔ اس مطلب کی طرف سورہ یونس میں اشارہ کیا گیا ہے۔ (۴۲)

(xiv) قرآن کا فوق العادہ اثر : قرآن اپنی مثبت تاثیر اور نفوذ کے اس مقام پر ہے جہاں پر دوسری الٰہی کتب بھی نہیں پہنچ سکیں۔ انسانوں کی کتب تو اس لحاظ سے قابل ذکر ہی نہیں ہیں۔ قرآن کا اثر خرق عادت اثر ہے۔ جس کی مثال نہیں ہے۔ (۴۳)

(15) رافعی نے اپنی کتاب " اعجاز قرآن " میں درج ذیل وجوہات اعجاز بیان کی ہیں۔

(i) فصاحت و بلاغت۔ اس میں قرآن کے الفاظ اور ان کے اسالیب معجزہ ہیں۔ نہ کہ معانی اور حقائق۔

(ii) اسلوب قرآن ایک معجزہ ہے۔

(iii) نظم قرآن اعجاز کا ایک پہلو ہے۔

(iv) تاریخ قرآن یعنی قرآن کا گذشتہ امتوں کا تذکرہ کرنا جو در حقیقت اخبار غیبی تھیں۔

(v) تاثیر قرآن۔

(vi) حقائق قرآن۔ (۴۴)

وہ لکھتے ہیں کہ وجوہ اعجاز کے بارے میں علماء کی آراء و نظریات میں بحث و تمحیص ' قرآن کے نظم تالیف ' اسلوب اور عربوں کے کلام سے اس کے موازنے کے بعد اور انسان کے تاریخی آثار میں گہری سوچ و بچار اور بلغاء کے کلمات کی چھان بین کے بعد قرآن کی بلاغت اور ادبی اسرار اور رموز پر توجہ کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ قرآن ہر لحاظ سے معجزہ ہے قرآن بتمام معنی معجزہ ہے اور اس کا مقابلہ کرنا انسان کے بس میں نہیں۔

اس بنا پر قرآن کریم ' تاریخ کے لحاظ سے ' علمی اور سائنسی حقائق پر مشتمل ہونے کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے اور قرآن کا یہ اعجاز ہمیشہ رہے گا۔ (۴۵)

(16) عصر حاضر کے عظیم مفسر علامہ محمد حسین طباطبائی نے اپنی تفسیر المیزان میں اعجاز قرآن پر مفصل بحث کی ہے۔ انہوں نے اعجاز قرآن کی صورتوں کو یوں بیان کیا ہے۔

قرآن کا اعجاز صرف بیان کی بلاغت اور اسلوب کی فصاحت کے لحاظ سے نہیں ہے بلکہ ان کے علاوہ وہ تمام صفات جن پر قرآن مشتمل ہے وہ اس اعجاز کی وجوہ ہیں۔ جیسے معارف و حقائق ' اخلاق فاضلہ ' احکام تشریعیہ ' غیبی اخبار اور دیگر حقائق جن سے نزول قرآن سے لے کر اب تک پردہ نہیں اٹھایا جاسکا۔

علامہ فرماتے ہیں قرآن بلیغ انسان کے لیے اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے نشانی اور معجزہ ہے۔ ایک حکیم کے لیے اپنی حکمت کی بنا پر ' ایک عالم کے لیے علوم و معارف کی وجہ سے ' ایک سماجی ورکر کے لیے اپنے معاشرتی آراء کے لحاظ سے ' یقین کرنے والوں کے لیے اپنے متقن ہونے کی بنیاد پر ' سیاستدانوں کے لیے اپنے بلند پایہ سیاسی افکار کی وجہ سے ' حکمرانوں کے لیے اپنے غلبے اور حکومت کی بنا پر اور اپنے علم و بیان اور حکم کے لحاظ سے تمام لوگوں کے لیے معجزہ ہے جن تک ابھی ان کے علم کی رسائی نہیں ہوسکی اور وہ سب مل کر بھی ان تک نہیں پہنچ سکتے ہیں مثلاً غیب۔ (۴۶)

انہوں نے جو وجوہ اعجاز بیان کی ہیں وہ یہ ہیں :

(i) علوم و معارف

(ii) قرآن جس پر نازل ہوا اس کے لحاظ سے

(iii) اخبار غیب

(iv) عدم اختلاف

(v) فصاحت و بلاغت

(17) دور حاضر کے اسلامی مفکر مرتضیٰ مطہری شہید نے اعجاز قرآن کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

شہید مطہری نے اعجاز قرآن کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:

(i) ادبی اور فنی لحاظ سے اعجاز جسے انہوں نے حسن و زیبائی کے پہلو کا نام دیا ہے۔

(ii) علمی اور فکری لحاظ سے اعجاز۔

انھوں نے قرآن کے ادبی اور فنی پہلو سے فصاحت و بلاغت ' اسلوب قرآن ' حلاوت قرآن اور اس کے آہنگ پذیر ہونے کو اعجاز قرآن کی مختلف صورتیں قرار دیا ہے۔

موصوف نے علمی اور فکری جہت سے ذرا تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور کہا ہے کہ قرآن کا یہ پہلو اس کے مطالب و مفاہیم سے مربوط ہے اس عنوان سے قرآن کے الفاظ سے اس کا کوئی ربط نہیں ہے

قرآن میں توحید اور عالم ماورائے مادہ پر بحث کی گئ ہے۔ اس مسئلے پر قرآن کا بیان اور اس کے مطالب اپنے دور نزول بلکہ آج کے ادوار تک جو کچھ کہا گیا ہے ' ان سب پر بھاری اور مقدم ہیں۔ جن توحیدی مسائل کو قرآن نے بیان کیا ہے اور جن سے اس نے پردہ کشائی کی ہے وہ باقی بیانات سے کسی صورت بھی قابل موازنہ نہیں ہیں۔

اسی طرح قرآن نے اخلاق و تربیت پر انوکھے انداز سے روشنی ڈالی ہے۔ دور جاہلیت میں ایسے اعلیٰ اخلاقی مطالب پیش کرنا جنہیں آج تک کسی نے بھی بیان نہیں کیا' یہ خود ایک معجزہ ہے

بالکل یہی بات قرآن کے پیش کردہ احکام اور قوانین میں ہے۔ قرآن نے عبادات ' اجتماعی مسائل جنہیں فقہی اصطلاح میں معاملات کہا جاتا ہے ' اجتماعی حقوق ' انفرادی حقوق ' خاندانی حقوق کے بارے میں احکام اور قوانین مقرر کیے ہیں ان کی سطح بہت بلند اور اعلیٰ ہے۔ حتیٰ روایات اور احادیث بھی قرآنی مطالب کے پایہ تک نہیں پہنچ پاتیں۔

علاوہ ازیں قرآن نے کائنات کے اسرار و رموز اور حقائق پر بھی بات کی ہے۔ جسے جدید علوم کے ماہرین سمجھ سکتے ہیں البتہ ان مسائل پر قرآن نے دیگر موضوعات کے ضمن میں بحث کی ہے۔(۴۷)

عصر حاضر کے نامور مفسر و مجتہد ابو القاسم الخوئی اعجاز قرآن کے حوالے سے بیان کرتے ہیں :

بے شک قرآن الٰہی معجزہ ہے ۔ قرآن اپنی بلاغت و اسلوب کے لحاظ سے یقیناً معجزہ ہے لیکن اعجاز قرآنی فقط اس میں منحصر نہیں ہے بلکہ یہ جس پر نازل ہوا ہے اس کی نبوت کی دلیل اور اللہ کا معجزہ ہے جو متعدد جہات سے اعجاز کا حامل ہے ۔ یہاں پر اختصار کے ساتھ ان کو بیان کرتے ہیں ۔

(i) قرآن اور معارف

(ii) قرآن اور بیان میں استحکام (یعنی عدم اختلاف ' عدم تناقص اور عدم تضاد)

(iii) قرآن احکام شریعت اور نظام اسلام کے حوالے سے

(iv) قرآن اور اس کے متقن معانی و مطالب

(v) قرآن اور غیبی خبریں

(vi) قرآن اور اسرار خلقت (۴۸)

- ☆ ☆ -

خاتمہ

اس مختصر مضمون میں وجوہ اعجاز قرآن کے بارے میں اول سے لے کر دور حاضر تک کے مشہور اور جید علماء جو اپنے فن میں امام اور استاد کی حیثیت کے حامل تھے ' کے نظریات اور اقوال کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے ۔ جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا علماء قدیم کی نظر میں اعجاز قرآن کا صرف ایک پہلو یعنی فصاحت و بلاغت پیش نظر تھا بعد میں قرآن کا نظم تالیف اور اسلوب بھی اس جہات میں شامل ہوگیا پھر غیبی خبروں کو بھی قرآن کے معجزہ ہونے کو دلیل قرار دیا گیا ۔ علماء متاخرین نے اعجاز قرآن کی جہات میں مختلف نئی صورتوں کا بھی اضافہ کیا ۔ ہماری نظر میں جوں جوں انسانی فکر ترقی کرتی جائے گی اور علوم میں وسعت پیدا ہوگی قرآن پر نئے زاویوں اور نئے دریچوں سے آج کے اس ترقی یافتہ دور میں قرآن کی طرف رجوع کرنے سے اور اس پر غور و فکر کرنے سے قدرت کے اسرار و رموز سے مزید پردہ کشائی ہوگی ' نئے حقائق کشف ہوں گے اور اس کے معجزہ ہونے کے نئے پہلو سامنے آئیں گے ۔

--☆ ☆ ☆--

حواشی و مصادر

(۱) ابو اسحاق ابراہیم بن سیار نظام معتزلہ کے اعلام میں سے ایک تھے ' وہ بہت بڑے متکلم تھے ' مشہور ادیب جاحظ کے استاد تھے ۔ انہی کی طرف فرقہ نظامیہ منسوب ہے ۔ خلیفہ معتصم کے دور میں ۲۲۴ ہجری میں فوت ہوئے ۔

(۲) خطیب ' عبد الکریم ۔ " اعجاز قرآن ۔ الاعجاز فی دراسات السابقین " مطبوعہ : دار المعرفۃ ' بیروت ' ص ۔ ۱۸۱

(۳) بحوالہ : سیوطی ' جلال الدین ۔ الاتقان فی علوم القرآن ۔ مطبوعہ : بیروت ' ج ۔ ۴ ' ص ۔ ۷

(۴) علی بن حسین بن موسیٰ بن محمد بن ابرہیم ' ابو القاسم ' یہ حسین بن علی بن ابی طالب کے پوتے تھے ۔ لقب ان کا الشریف مرتضیٰ ہے ۔

(۵) رافعی ' مصطفیٰ صادق ۔ اعجاز القرآن ۔ مطبوعہ : دار الکتاب العربی ' بیروت ' ص ۔ ۱۴۴

(۶) باقلانی

(۷) زرقانی ' محمد عبد العظیم الشیخ ۔ مناھل العرفان فی علوم القرآن ۔ مطبوعہ : دار احیاء التراث العربی ۔ بیروت ' ج ۔ ۲ ' ص ۔ ۳۱۰

(۸) مجلسی ' محمد باقر ۔ بحار الانوار ۔ ج ۔ ۱۷ ' ص ۔ ۲۲۴

(۹) رجاء الغفران ۔ ص ۔ ۹۰ ۔ ۹۱

(۱۰) رشید رضا ' محمد ۔ تفسیر المنار

(۱۱) طباطبائی ' محمد حسین علامہ ۔ تفسیر المیزان ۔ مطبوعہ : جماعۃ المدرسین ' قم

(۱۲) سیوطی ' جلال الدین ۔ الاتقان فی علوم القرآن ۔ مطبوعہ : بیروت ' ج ۔ ۴ ' ص ۔ ۷

(۱۳) رافعی ' مصطفیٰ صادق ۔ اعجاز القرآن ۔ مطبوعہ : دار الکتاب العربی ' بیروت ' ص ۔ ۱۴۴

(۱۴) یہ ابو عثمان عمرو بن محبر بن محبوب تھے جاحظ ان کا لقب تھا ۔ یہ ۲۵۵ ہجری میں فوت ہوئے ۔

(۱۵) بحوالہ : خطیب ' عبد الکریم ۔ " اعجاز القرآن ۔ الاعجاز فی دراسات السابقین " مطبوعہ : دار المعرفہ ' بیروت ' ص ۔ ۱۶۴

(۱۶) یہ ابو سلیمان حمد بن محمد بن ابرہیم بن الخطاب البستی (۳۱۹ ۔ ۳۸۸ ھ) چوتھی صدی ہجری کے مشہور محدث اور ادیب تھے ۔ ان کی تصانیف میں " غریب الحدیث " و " معالم السنن " (شرح سنن ابی داود) اور " اعلام السنن " (شرح صحیح البخاری) بہت مشہور ہیں ۔

(۱۷) نقل از : اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۔ دانش گاہ پنجاب لاہور ۔ ج ۔ ۱۶ ' ص ۔ ۴۸۰

نقل از الاتقان فی علوم القرآن ۔ ج ۔ ۴ ' ص ۔ ۱۵

(۱۸) مقدمہ اعجاز القرآن ' للباقلانی ' ص ۔ ۱۴ ۔ بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۔ ج ۔ ۱۶ ص ۔ ۴۸۰

(۱۹) قاضی ابو بکر محمد بن الطیب الباقلانی ۔ توفی ۴۰۳ ہجری

(۲۰) الباقلانی ' ' قاضی ابو بکر محمد " اعجاز القرآن " ۔ ص ۔ ۵۲

(۲۱) یہ ابو بکر عبد القاہر بن عبد الرحمٰن الجرجانی تھے ' علم بلاغت کے بانی ہیں ۔ ۴۷۱ ہجری میں وفات پائی ۔

(۲۲) خطیب عبد الکریم " اعجاز القرآن الاعجاز فی دراسات السابقین " مطبوعہ : دار المعرفہ ۔ بیروت

(۲۳) قاضی عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمر الیحصبی السبتی حدیث اور دیگر علوم میں اپنے وقت کے امام تھے ۔ یہ سبت میں ۴۷۶ ھ میں پیدا ہوئے زندگی کا کچھ عرصہ غرناطہ میں بھی گزرا ۔ مراکش میں ۵۴۴ ہجری کو فوت ہوئے ۔ ان کی مشہور کتابیں یہ ہیں : الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ طبقات المالکیۃ ' شرح صحیح مسلم ' مشارق الانوار فی غریب الحدیث ' اور تاریخ میں ایک کتاب (بحوالہ : زرکلی ' خیبر الدین " الاعلام " ج ۔ ۲ ' ص ۔ ۴۹۷

(۲۴) نقل از : الاتقان فی علوم القرآن ' ج ۔ ۴ ' ص ۔ ۱۸ و ۱۹

(۲۵) ابو یعقوب یوسف بن ابی بکر محمد بن علی السکاکی ۔ توفی ۵۶۷ ھ

(۲۶) بحوالہ : الاتقان فی علوم القرآن ۔ ج ۔ ۴ ' ص ۔ ۱۳

(۲۷) امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی ' تفسیر " مفاتیح الغیب " کے مصنف ہیں ۔ ۶۰۶ ہجری میں ان کا انتقال ہوا ۔

(۲۸) بحوالہ : الاتقان فی علوم القرآن ۔ ج ۴ ' ص ۔ ۹

(۲۹) ابو العباس احمد بن محمد بن عثمان الازدی المراکشی المعروف ابن البناء توفی ۷۲۱ ہجری

(۳۰) یوسف ۔ ۸۰

(۳۱) الحجر ۔ ۹۴

(۳۲) نقل از الاتقان فی علوم القرآن ۔ ج ۴ 'ص ۔ ۱۰ و ۱۱

(۳۳) ابو الحسن حازم بن محمد القرطاجنی الانصاری القرطبی وفات ۶۸۴ ہجری

(۳۴) بحوالہ : الاتقان فی علوم القرآن ۔ ج ۔ ۴ ' ص ۔ ۱۰

(۳۵) شیخ کمال الدین عبد الواحد بن عبد الکریم المعروف ابن الزملکانی وفات ۷۲۷ ھ

(۳۶) بحوالہ : الاتقان فی علوم القرآن ۔ ج ۔ ۴ ' ص ۔ ۹

(۳۷) امام بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بہادر الزرکشی ان کی مشہور کتاب " البرہان فی علوم

القرآن ہے - وہ مصر میں رجب ۷۹۴ ھ کو فوت ہوئے -

(۳۸) النمل - ۷۶

(۳۹) زرکشی ، بدر الدین ، البرهان فی علوم القرآن - ج - ۲ ، ص - ۱۰۶ و ۱۰۷

(۴۰) **قد نری تقلب و جهک فی السماء فلنولینک قبلة ترضاها فول وجهک شطر المسجد الحرام ....** بقرہ - ۱۴۴

(۴۱) **" لا تحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه و قرآنه - فاذا قراناه فاتبع قرآنه " ثم ان علینا بیانه "** - قیامہ - ۱۶ - ۱۹

" سنقرئک فلا تنسیٰ " - اعلیٰ - ۶

" و لا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیه -

و قل رب زدنی علما " - طہ - ۱۱۴

(۴۲) **" و اذا تتلیٰ علیهم ایاتنا بینٰت قال الذین لا یرجون لقاء نا ائت بقرآن غیر هذا او بدله قل ما یکون لی ان ابد له من تلقاء ی نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم "**

" قل لو شاء اللّٰه ما تلوته علیکم و لا ادرٰنکم به فقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعملون " یونس - ۱۵ و ۱۶

(۴۳) الزرقانی ، محمد عبد العظیم الشیخ " مناهل العرفان فی علوم القرآن " - دار احیاء التراث العربی - بیروت - ج - ۲ ، ص - ۲۶۴ - ۳۰۳

(۴۴) رافعی ، مصطفیٰ صادق - " اعجاز القرآن " مطبوعہ : دار الکتاب العربی ، بیروت ، ص - ۱۸۸- ۲۰۹ - ۲۵۶

(۴۵) رافعی ، مصطفیٰ صادق - " اعجاز القرآن " مطبوعہ : دار الکتاب العربی ، بیروت ، ص - ۱۵۶

(۴۶) طباطبائی ، محمد حسین علامہ " تفسیر المیزان " مطبوعہ :جامعة المدرسین ، قم ، ج - ۱ ، ص - ۵۹ و ۶۰

(۴۷) مطہری ، مرتضیٰ شہید - مجموعہ آثار بحث نبوت - مطبوعہ : انتشارات صدرا ، ج - ۴ ص - ۵۴۶ - ۵۶۸

(۴۸) خوئی ، ابو القاسم موسوی " البیان فی تفسیر القرآن " مطبوعہ :**موسسة الاعلمی** للمطبوعات - بیروت - ص - ۴۵